



Al-Wifaq Research Journal of Islamic Studies

Volume 5, Issue 1 (January - June 2022)

eISSN: 2709-8915, pISSN: 2709-8907

Journal DOI: <https://doi.org/10.55603/alwifaq>

Issue Doi: <https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1>

Home Page: <https://alwifaqjournal.com/>

Journal QR Code:



Article

درایت حدیث کے تناظر میں اسلامی اصول تحقیق کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical study of Islamic principles of research in the context of Hadith

Authors

Hafiz Irfan Shafiq¹

Dr. Atiq ur Rehman¹

Affiliations

¹ Department of Islamic Studies, University of Engineering & Technology, Lahore.

Published

30 June 2022

Article DOI

<https://doi.org/10.55603/alwifaq.v5i1.u4>

QR Code



Citation

Irfan Shafiq, Hafiz. and Atiq-ur-Rehman, Dr.
"Analytical study of Islamic principles of research in the context of Hadith" Al-Wifaq, June 2022, vol. 5, no. 1, pp. 65–76

Copyright Information:



Analytical study of Islamic principles of research in the context of Hadith © 2022 by Hafiz Irfan Shafiq & Dr. Atiq ur Rehman is licensed under [CC BY 4.0](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

Publisher Information:

Department of Islamic Studies, Federal Urdu University of Arts Science & Technology, Islamabad, Pakistan.

Indexing



درایت حدیث کے تناظر میں اسلامی اصول تحقیق کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical study of Islamic principles of research in the context of Hadith

* حافظ عرفان شفیق

** ڈاکٹر عتیق الرحمن

ABSTRACT:

The Muhadditheen has considered both, the certificate and the text (Matan), necessary to check the authenticity of Hadith. There are rules by which the text of any Hadith can be tested along with the certificate. Sometimes a Hadith meets all the authenticity criteria according to its certificates, but in its text, there is a mistake from Ravi which does not make his Hadith at the level of acceptance. So, the scholars of Hadith also considered "Dirayat" to declare the Hadith as an authentic one. "Dirayat" helps to test any Hadith on the parameters of reason, observation, and experience. According to scholars, the text of the Hadith should be researched not only on the basis of reasoning but also from all angles.

In this article, an attempt has been made to highlight the importance of knowledge in the Islamic principle of research and it has been presented that the decision to accept or reject any hadith can be made after researching both the certificate and the text. These two things are inseparable from each other

KEY WORDS:

Muhadditheen, Hadith, Dirayat, Text of the Hadith, Matan, Sanad, Islamic Principles of research

درایت حدیث کے تناظر میں اسلامی اصول تحقیق کا جائزہ لینے سے پہلے علم درایت کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور اس علم کی اہمیت کے بارے مختصر وضاحت ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔

علم درایت کی تعریف

لغت میں درایت کے معنی جاننے اور معرفت کے ہیں۔ لسان العرب میں اس کی لغوی تشریح یوں بیان کی گئی ہے:

"دری: دری الشيء دریا ودریا عن اللحياني، ودرية ودريانا ودراية: علمه، ويقال: اتى هذا الامر من غير درية ای من غير علم، ويقال: دريت الشيء ادريه عرفه، ودرية

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامیات، انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور

"دری یدری کے معنی کسی چیز کو جاننے کے ہیں جیسے کہا جائے کہ فلاں شخص بغیر درایت (علم) کے اس معاملے کو پہنچا۔ اسی طرح معرفت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح اس لفظ کا استعمال کس کو کوئی چیز معلوم کروانے کے لیے بھی ہوتا ہے۔"

علم درایت کی تعریف کے ضمن میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"علم الحديث دراية: هو علم بقوانين يعرف بها احوال السند والمتن"²

"درایت حدیث کا تعلق ایسے قوانین و اصول سے ہے جن کے ذریعے سند اور متن کے کل قسم کے احوال پر سیر حاصل بحث کی جا سکے۔"

مزید وضاحت کرتے ہوئے دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"معرفة القواعد المعرفة بحال الراوي والمروي"³

"درایت، راوی اور روایت کی پہچان کروانے والے ضابطوں کو کہتے ہیں۔"

تو گویا درایت، حدیث کو صرف عقلی بیمانوں پر پرکھنا نہیں بلکہ سند کے ساتھ متن کا تمام پہلوؤں سے جائزہ لینے کا نام ہے۔

علم درایت کی اہمیت اور قرآن

کسی بھی بات کی تحقیق کرتے ہوئے حالات و قرائن کی روشنی میں اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینے اور اس پر غور کرنے کی تعلیم قرآن مجید نے دی ہے۔ واقعہ اُفک کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تربیت کے مختلف اصولوں کو ذکر کیا وہاں ایک یہ بھی تھا:

"لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا ۖ وَقَالُوا هَذَا أَفْكٌ مُّبِينٌ"⁴

"ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے (تہمت کی) اس بات کو سنا تو مومن مردوں اور عورتوں نے ایک

دوسرے کے بارے اچھا گمان کیا ہوتا اور سب کہتے کہ یہ تو واضح بہتان ہے۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کچھ باتیں اور روایات و واقعات اس قدر باطل اور جھوٹے ہوتے ہیں کہ ان کے ظاہری الفاظ اور مفہوم ہی ان کے بطلان کو واضح کر رہا ہوتا ہے۔ اسی لیے تو حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے جب اس بات کو سنا تو اپنی بیوی سے کہنے لگے: "یہ سراسر جھوٹ ہے۔ اے ام ایوب! کیا تم ایسا کر سکتی ہو؟" انہوں نے کہا: "واللہ نہیں" تو کہنے لگے: "اللہ کی قسم! عائشہؓ تم سے بہتر ہے۔"⁵

درایت حدیث میں اسلامی اصول تحقیق

محدثین نے درایت حدیث یعنی کسی بھی روایت کے متن کی تحقیق کے لیے جن اصولوں کو مد نظر رکھا ذیل میں کچھ

کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

1. متن میں شذوذ

اصطلاح محدثین میں متن میں شذوذ یہ ہے کہ ثقہ راوی (متن میں) اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔⁶ اسے اصطلاح میں مخالفۃ الثقات کا نام بھی دیا جاتا ہے ثقہ کی روایت کو شاذ جب کہ او ثق کی روایت کو محفوظ کہا جاتا ہے۔ متن میں شذوذ کے اعتبار سے اس کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ مدرج المتن

حدیث کے متن میں ایسا اضافہ جو بظاہر مرفوع حدیث کا حصہ معلوم ہو لیکن حقیقت میں وہ کسی راوی کی کہی گئی بات ہو مدرج المتن کہلاتا ہے اور ایسا عام طور پر حدیث کے آخر میں ہوتا ہے۔ البتہ متن کے شروع یا درمیان میں بھی اور ارج ہو سکتا ہے۔ مدرج المتن کی مثال وہ روایت ہے جسے ابو ہریرہؓ مرفوعاً بیان کرتے ہیں: "اسبغوا الوضوء، ویل للأعقاب من النار" ⁷ یہ پوری روایت مرفوع معلوم ہوتی ہے جب کہ میں وضاحت ہے کہ اسبغوا الوضوء ⁸ کے الفاظ ابو ہریرہؓ کے ہیں جبکہ ویل للأعقاب من النار کے الفاظ نبی کریم ﷺ کے ہیں۔

ب۔ مقلوب المتن

راوی کا سہو یا غلطی سے حدیث کے متن میں کوئی تبدیلی کر دینا مقلوب المتن کہلاتا ہے جیسے بخاری کی ایک روایت کے مطابق عرش کا سایہ پانے والے سات لوگوں میں ایک آدمی جس نے چھپا کر صدقہ کیا حتیٰ کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ اس نے کیا خرچ کیا ہے۔⁹ جب کہ مسلم میں دائیں کی بجائے بائیں کا ذکر ہے ¹⁰ جو کہ مقلوب المتن ہے۔

ج۔ اضطراب الحدیث

قوت میں برابر روایات کا باہمی ایسا ٹکراؤ جن میں نہ توجع و تطبیق ممکن ہو اور نہ ہی ایک دوسرے پر ترجیح اضطراب الحدیث کہلاتا ہے۔ جیسے صحیح مسلم کی ایک روایت جس میں ایک آدمی کے نبی کریم ﷺ سے اپنی فوت شدہ والدہ کے روزوں کی قضا سے متعلقہ سوال کا ذکر ہے ¹¹ جب کہ بعض دوسری روایات میں عورت کے سوال کرنے کا ذکر ہے اور ایک روایت میں بہن کے فوت ہونے کا ذکر ہے۔ یہ اضطراب الحدیث ہے۔

د۔ مصحف المتن

غلطی پر مبنی ایسے تغیر و تبدل کا نام ہے جس کی وجہ سے روایت او ثق کے مخالف ہو جائے۔ جیسے مسند احمد کی ایک روایت میں احتجم رسول اللہ ﷺ وهو فی المسجد ہے جب کہ اصل لفظ احتجر رسول اللہ ﷺ ¹² ہے او ثق رواۃ کی روایت سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ مصحف فی المتن ہے۔

2. مختلف الحدیث

لغت میں لفظ 'مختلف' اختلاف اور التخالف سے ماخوذ ہے جو اتفاق کی ضد ہے۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

"تخالف الأمران، واختلفا: لم يتفقا، وكل ما لم يتساوى فقد تخالف واختلف"¹³
 "دو معاملے آپس میں ایک دوسرے کے ناموافق ہو گئے اور مختلف ہو گئے یعنی متفق نہ ہو سکے،
 اسی طرح ہر وہ چیز جو برابر نہ ہو، تو وہ مختلف ہوتی ہے۔"

اصطلاح میں اس علم سے مراد دو ایسی مقبول احادیث ہیں جو بظاہر باہم متعارض ہوں، لیکن ان میں تطبیق ممکن ہو،
 چنانچہ ابن صلاح لکھتے ہیں:

"ان يمكن الجمع بين الحديثين ولا يتعذر إبداء وجه ينفي تنافهما، فيتعين حينئذ
 المصير إلى ذلك والقول بهما معًا."¹⁴

"دو حدیثوں کے مابین جمع (یعنی تطبیق) ممکن ہو اور کسی ایسی وجہ کا ظاہر ہونا مشکل نہ ہو جو دونوں
 حدیثوں کی باہمی مخالفت کی نفی کر دے، تو ایسی صورت میں تطبیق دینا طے شدہ امر ہے اور فتویٰ
 ان دونوں پر مبنی ہو گا۔"

بیان کردہ تعریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کوئی حدیث اس وقت تک علوم حدیث کی اس قسم میں شمار نہیں کی
 جائے گی جب تک اس میں درج ذیل چار شرائط نہ پائی جائیں:

1. حدیث مقبول ہو۔
2. جس حدیث سے اختلاف ہے وہ دوسری حدیث ہو جو پہلی حدیث کے ساتھ ظاہرًا متعارض ہو۔ ایسی احادیث اور
 آثار کو 'مختلف الحدیث' میں شمار نہ کیا جائے گا جن کا پہلا حصہ دوسری حدیث کے آخری حصہ سے یا آخری حصہ
 پہلے حصے سے متعارض ہو۔ اس قسم کی احادیث کو 'مشکل الحدیث' میں شمار کیا جاتا ہے۔
3. متعارض حدیث قابل احتجاج ہو اگرچہ وہ رتبہ میں (صحیح اور حسن کے لحاظ سے) اپنے معارض کے برابر نہ بھی ہو۔
4. دو متضاد احادیث میں جمع و تطبیق ممکن ہو۔

جیسے حدیث "لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةٌ"¹⁵ اور حدیث "وَفَرٍّ مِنَ الْمَجْدُومِ كَمَا تَفَرُّ مِنَ الْأَسَدِ"¹⁶ دونوں حدیثیں
 باہم متعارض ہیں کیونکہ پہلی حدیث کے مطابق مرض کا تعدیہ نہیں ہوتا جب کہ دوسری کے مطابق تعدیہ ہوتا ہے۔ اور
 مختلف الحدیث کی مذکورہ تمام شرائط بھی اس میں موجود ہیں دونوں الفاظ ایک ہی حدیث کے ہیں جو قبولیت میں اعلیٰ ترین
 ہیں کیوں کہ صحیح بخاری میں مذکور ہیں۔ اختلاف بھی ظاہری ہے اور تطبیق بھی ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ مرض یا بیماری
 خود بخود متعدی ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی جیسا کہ مشرکین مکہ کا یہ اعتقاد تھا۔ جب کہ دوسری روایت میں اللہ کے

اذن و حکم کے ساتھ ایسا ہونے کا امکان بتایا گیا ہے اور احتیاط کی ترغیب دی گئی ہے۔

3. نسخ الحدیث

نسخ کے لغوی معنی ختم کرنا، زائل کرنا اور مٹا دینا ہے اور اصطلاح شریعت میں اس کی حقیقت یہ ہے کہ شارع کی جانب سے حکم سابق کی مدت ختم ہو جانے کو بتلانا؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں بعض احکام موقت ہوتے ہیں، مدت کے پورے ہونے پر انتہا کو پہنچ جاتے ہیں اور حکم سابق کی جگہ دوسرا حکم دیا جاتا ہے۔ الشیخ محمد بن صالح العثیمینؒ لکھتے ہیں:

"النسخ لغة: الإزالة والنقل۔ واصطلاحاً: رفع حکم دلیل شرعی او لفظہ بدلیل من

الكتاب والسنة۔" ¹⁷

دلیل نسخ درج ذیل صورتوں میں ہوتی ہے:

1. کسی مرفوع حدیث میں وارد ہوتی ہے، جیسے حدیث مرفوع جس کے راوی حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کیا کرو، میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے کو منع کیا تھا، اب تم اس کو جتنے دن چاہو رکھو، میں تم کو چمڑوں کے مشکیزوں کے علاوہ میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا، اب تم جس برتن میں چاہو بناؤ مگر نشہ کا مشروب نہ پینا۔ ¹⁸

2. کئی دفعہ صحابی کے قول سے نسخ کا علم ہوتا ہے۔ جیسے حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا اور نہ کرنا دونوں رسول اللہ ﷺ کا عمل تھا اور بعد والا عمل وضو نہ کرنا ہے۔ ¹⁹

3. تاریخ کے ذریعہ بھی کسی حدیث کے نسخ کا علم ہوتا ہے، جیسے حضرت شداد بن اوسؓ کی حدیث کہ سبکی لگانے اور لگوانے والا دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا۔ ²⁰ جو معارض ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث: رسول اللہ ﷺ نے روزے اور احرام کی حالت میں پچھنے لگوائے۔ ²¹ پس روزہ ٹوٹنے والی بات پہلے کی ہے اور ابن عباسؓ کی حدیث جتہ الوداع کے موقع کی ہے پہلے والی منسوخ اور بعد والی ناسخ کہلائے گی۔

4. ترجیح الحدیث

جب کوئی حدیث کسی دوسری صحیح حدیث کے متن سے اس طرح متعارض اور مخالف ہو کہ دونوں کے مابین جمع و تطبیق ممکن ہو اور نہ ہی نسخ کی کسی صورت سے وہ اختلاف رفع ہو سکے تو متن کے ایسے اختلاف کو دور کرنے کے لیے ایک حدیث کو دوسری پر ترجیح دی جاتی ہے جس حدیث کو قبول کیا جائے وہ راجح جب کہ دوسری مرجوح کہلاتی ہے۔ جیسے سیدنا عبد اللہ بن عباسؓ نبی کریم ﷺ کی اپنی خالہ حضرت میمونہ کے ساتھ نکاح کی بابت فرماتے ہیں کہ آپ نے ان کے ساتھ نکاح فرمایا اس حال میں کہ آپ حالت احرام میں تھے ²² جب کہ دوسری روایت کو خود سیدہ میمونہؓ نے روایت کیا

ہے جس ميں فرماتي ہيں كہ نبى ﷺ نے جب ميرے ساتھ نكاح كيا اس وقت آپ محرم نہيں بلکہ حلال تھے²³ اسي طرح حضرت ابو رافعؓ جو اس رشتے ميں فرليقين كے وكيل تھے ان كا قول بهي سيدہ ميمونہؓ كے قول كا مويد ہے²⁴ ايسي صورت حال ميں سيدہ ميمونہؓ اور ابو رافعؓ كى بات كو ابن عباسؓ كى بات پر ترجيح دي جائے كى كيون كہ ميمونہؓ صاحب قصہ ہيں اور ابو رافعؓ تمام معاملات ميں چشم ديده ہيں پس ان كى بات دوسروں سے معتبر ہے۔

عالم عرب "الشيخ محمد بن صالح العثيمين" نے ان اصولوں كا تذكرہ كيا ہے جن كى بناء پر كسى بهي حديث كو ترجيح دي جاتي ہے۔ آپ لکھتے ہيں:

"كسى بهي حديث كو ترجيح دينے ميں نص كو ظاہر پر، ظاہر كو مؤول پر، منطوق كو مفہوم پر، صاحب قصہ كى بات كو دوسروں پر، عام محفوظ كو عام مخصوص پر اور جس حديث ميں صفات قبول زيادہ ہوں اسے كم والى پر ترجيح دي جائے كى۔"²⁵

5. ظاہري علامات

اصول درايت كے ضمن ميں سند و متن كى جانچ پڑتال ميں محدثين نے اصولوں كے ساتھ كچھ ايسي ظاہري علامات كا تذكرہ كيا ہے جو حديث كے متن ميں صحت و ضعف كى پيچان كا ذريعہ بن سكتي ہيں۔ يادر ہے كہ ذيل ميں جتنى بهي علامات كا تذكرہ كيا جائے گا وہ ظاہري كے ساتھ ساتھ اضافي بهي ہيں اس ليے كہ جن روايات ميں يہ علامات پائي گئي ہيں ان ميں اولاً سند ميں شديد ضعف موجود ہے ساتھ ميں مزيد ايسي ظاہري علامات بهي پائي گئي ہيں جنہيں ديكھتے ہي ان كے ضعف ميں مزيد پختگي پيدا ہو گئي ہے۔ ايك مرفوع روايت ميں بهي ايسي كچھ ظاہري علامات كا تذكرہ كيا گيا جو متن كى جانچ پڑتال معاونت كر سكتي ہے۔ نبى كريم ﷺ كا فرمان ہے:

"اِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيثَ عَنِّي تَعْرِفْهُ قُلُوبُكُمْ، وَتَلِينُ لَهُ أَشْعَارُكُمْ وَأَبْشَارُكُمْ، وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ قَرِيبٌ، فَأَنَا أَوْلَاكُمْ بِهِ، وَإِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيثَ عَنِّي تُنْكِرُهُ قُلُوبُكُمْ، وَتَنْفِرُ مِنْهُ أَشْعَارُكُمْ وَأَبْشَارُكُمْ، وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ بَعِيدٌ، فَأَنَا أْبْعَدُكُمْ مِنْهُ"²⁶

"جب تم كوئي ايسي حديث سنو جس سے تمہارے دل مانوس ہوں اور تمہارے بال کھال نرم رہیں اور تم اسے اپنے سے قريب سمجھو تو ميں اس كا تم سے زيادہ حق دار ہوں اور اگر تم ايسي حديث سنو جسے تمہارے دل قبول نہ كريں اور تمہارے بال اور کھال اس سے متوحش ہوں اور تم اسے اپنے سے دور خيال کرو تو ميں تم سے بڑھ كر اس سے دور ہوں۔"

ذيل ميں محدثين كى ذكر كردہ كچھ ظاہري علامات كا تذكرہ كيا جاتا ہے:

1- جو روايت بالصرحة قرآن كے خلاف ہو²⁷

اس كى مثال وہ روايت ہے جس ميں ذكر ہے:

"يحشر اولاد الزنا (يوم القيامة) في صورة القردة والخنزير"²⁸

یہ روایت قرآنی آیت "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ" کے صریح خلاف ہے۔

2۔ جو روایت بالصریح سنت کے خلاف ہو²⁹

اس کی مثال وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے:

"اذا دعت احدكم وهو في الصلوة فليجب واذا دعاه ابوہ فلا يجب۔"³⁰

3۔ جو روایت اجماع امت کے خلاف ہو³¹

اس کی مثال ہر وہ روایت ہے جس میں علیؑ کے وصی اور خلیفہ بلا فصل ہونے کا ذکر ہے کیوں کہ امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعد بالصریح خلافت کے لیے کسی کی بھی نامزدگی نہیں فرمائی۔

4۔ جو روایت عقل عام کے خلاف ہو³²

اس کی مثال وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے:

"ان سفينة نوح طافت بالبيت سبعا وصلت عند البيت ركعتين"³³

5۔ جو روایت حس، مشاہدہ اور عادت کے خلاف ہو³⁴

اس کی مثال وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے:

"السواك يزيد الرجل فصاحة"³⁵

6۔ جس روایت میں معمولی عمل پر بہت بڑے اجر کا ذکر ہو³⁶

اس کی مثال وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے:

"من صلي الضحى كذا وكذا ركعة اعطى ثواب سبعين نبيا"³⁷

7۔ جس روایت میں معمولی گناہ پر بہت بڑی وعید کا ذکر ہو³⁸

اس کی مثال وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے:

"من قرض بيت شعر بعد العشاء الاخرة لم تقبل صلاته اربعين يوما۔"³⁹

8۔ جو روایت تاریخی حقائق کے خلاف ہو۔⁴⁰

اس کی مثال وہ روایت ہے جس میں ہے:

"رسول الله ﷺ نے اہل خیبر سے جزیہ معاف فرما دیا اور اس کے شاہد سعد بن معاذؓ اور کاتب

معاویہؓ ہیں۔"⁴¹

تاریخی شواہد کے مطابق یہ روایت باطل ہے کیوں کہ حضرت سعد بن معاذؓ تو خیبر سے پہلے خندق کے موقع پر شہید

ہو چکے تھے اور حضرت امیر معاویہؓ تو خیر کے موقع پر مسلمان ہی نہیں ہوئے تھے وہ اس موقع پر نبی ﷺ کے کاتب کیسے ہو سکتے تھے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ خیر کے موقع تک تو جزیہ کا حکم ہی نازل نہیں ہوا تھا یہ حکم تو غزوہ تبوک کے بعد 9 ہجری میں نازل ہوا۔

9۔ جو روایت شہوت و فساد کی داعی ہو۔⁴²

اس کی مثال میں وہ غیر معتبر روایت آئے گی جس میں عورتوں کے بارے میں ہے "عقولهن فی فروجهن۔"⁴³

10۔ جو روایت حکمت و اصول اخلاق سے متعارض ہو۔⁴⁴

اس میں وہ روایت آسکتی ہے جس میں ہے:

"لو اغتسل اللوطي بماء البحر لم ينجي يوم القيامة الا جنبا"⁴⁵

کیا محض درايت یا عقل کی بنا پر حديث پر حکم لگ سکتا ہے؟

محدثین کرام سے کوئی بھی ایسی حديث آج تک نقل نہیں کی جاسکی، جس میں سند سے بحث کیے بغیر محدثین نے متن میں صرف علامت کی موجودگی کی بنا پر حديث پر مردود کا حکم لگایا ہو۔ ذوق و تجربہ حديث کی صحت و ضعف کی پہچان کے لیے ایک اضافی علامت تو بن سکتا ہے مگر صرف اسی کو درايت کے لیے معیار ٹھہرانا اور اس پر انحصار کرتے ہوئے انسانی عقل و فراست کی بنیاد پر حديث کا رد کسی صورت درست نہیں کیوں کہ فیصلے کے لیے اعتبار بینہ کا ہوتا ہے محض عقل و تجربے کا نہیں۔

جیسے نبی ﷺ نے لعان والے واقعہ میں صاف فرمایا تھا:

"لو رجمت احدا بغیر بینة رجمت هذه"⁴⁶

اور جن احادیث کو محدثین نے اصول درايت کی رو سے رد کیا ہے ان کی اسناد میں بھی ضرور ایسے سقم اور نقص موجود ہیں جس کی بنا پر وہ روایت متعبر نہیں ٹھہرتی۔ ان کو بیان کرنے والے رواۃ کی عدالت مجروح ہے یا ان کے ضبط میں خفت پائی جاتی ہے۔ سند میں انقطاع، شذوذ یا علت موجود ہے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی حديث سند کے اعتبار سے بھی محدثین کے اصول صحت پر پوری اترتی ہو اور اس کے معنی میں مذکورہ سقم پایا جائے یا وہ قرآن، حديث، اجماع وغیرہ کے خلاف ہو۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ پڑھنے اور سمجھنے والے کے فہم اور استدراک سے اصل معنی بالاتر ہو۔ بعض لوگوں کا یہ طرز عمل بھی ہے انہوں نے شریعت میں ذکر کردہ بہت سے ایسے امور جو بہ ظاہر عقل سے بالاتر ہیں انہیں خلاف عقل کا نام دے کر رد کرنے کی روش کو اپنایا ہے۔ مثلاً انبیاء کے معجزات، خرق عادت و اوقات، بعض احادیث وغیرہ۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ احادیث میں بیان کردہ کئی چیزیں انسانی عقل سے بالاتر ضرور ہیں لیکن انہیں خلاف عقل نہیں کہا جاسکتا۔ صحیح حديث کی قبولیت کی بابت عبدالرؤف قادری دانا پوریؒ لکھتے ہیں:

"جس طرح یہ ضروری ہے کہ موضوع اور جھوٹی احادیث رد کر دی جائیں اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح تعلیم ترک نہ ہونے پائے۔ اس لیے تحقیق کی اصل چیز اسانید ہیں۔ کیوں کہ یہ اسانید ثقہ اور معتبر لوگوں کی شہادتیں ہیں۔ جو روایتیں مستند اور صحیح الاسناد ہوں ان کو قبول کرنا واجب ہے۔"

مزید لکھتے ہیں:

"محدثین تو احادیث کا محض عقل و قیاس کی بنا پر کیا انکار کریں گے۔ بہت سے محدثین امام ابو حنیفہ کو صاحب قیاس و اہل الرائے کہتے ہیں مگر وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ جب صحیح رسول اللہ ﷺ کی حدیث مل جائے تو قیاس و رائے کو ترک کر دو۔ فقہ حنفی کی کتابیں اٹھا کر دیکھو صدہا مسائل میں وہ لکھتے ہیں، اگرچہ قیاس کا اقتضاء مگر فلاں حدیث کی وجہ سے قیاس ترک کر دیا۔"⁴⁷

اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کے رد و قبول میں متن کے ساتھ سند اور سند کے ساتھ متن دونوں قسم کے اصولوں کی ملحوظ رکھا جائے گا صرف ایک سے نہیں بلکہ دونوں کی روشنی میں قبول اور رد و قبول کا فیصلہ ہو گا اور صحیح الاسناد روایات کے رد سے اجتناب ضروری ہے۔

خلاصہ بحث

محدثین نے کسی بھی حدیث کی جانچ پڑتال کرنے اور اس کی صحت کو جانچنے کے لیے سند اور متن دونوں کو پرکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ جہاں سند کے راویوں کی عدالت اور ضبط کو پرکھا گیا وہیں متن میں یہ دیکھا گیا کہ یہ روایت دیگر احادیث کے مخالف تو نہیں۔ جہاں سند کے اتصال کو صحت حدیث کے لیے ضروری سمجھا گیا وہیں منسوخ یا مرجوح متن کو مردود کی اقسام میں شمار کیا گیا۔ جہاں صحت حدیث کے لیے سند کا علت اور شد و ذ سے عاری ہونا شرط قرار دیا گیا وہاں یہ ہی شرط متن کے لیے بھی عائد کی گئی۔ الغرض محدثین نے صحت حدیث میں متن کی جانچ پڑتال کا بھی اسی قدر اہتمام کیا ہے جتنا سند کا کیا ہے۔ اس کے علاوہ متن کے لیے کئی ایسی ظاہری علامات بھی ذکر فرمائیں جو ضعف حدیث کے قرآن بن سکتے ہیں۔ لہذا کسی بھی حدیث پر قبول یا عدم قبول کا فیصلہ سند اور متن دونوں کی تحقیق کے بعد ہو سکتا ہے یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ البتہ کسی بھی صحیح الاسناد اور صحیح المتن روایت کو صرف اس بناء پر رد کرنا قطعاً درست نہیں کہ یہ عقل کے خلاف یا منافی ہے کیوں کہ بعض شرعی احکامات اور روایات ایسی بھی ہیں جو عقل سے بالاتر ہیں یعنی انسان کی عقل کے لیے مشکل ہے کہ پوری طرح ان کا احاطہ کر سکے۔ سو انہیں من و عن تسلیم کرنا بھی درایتی اصولوں کے منافی نہیں۔

حواشي وحوالہ جات

- 1- الافريقي، ابن منظور، لسان العرب، موسسة الا علمي للطبوعات، س، ن، 1/ 1266
- 2- ابن حجر العسقلاني، احمد بن علي، نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفكر في مصطلح اهل الاثر، مکتبۃ الرشيد، الرياض، س، ن، ص 55
- 3- السيوطي، عبد الرحمن بن ابی بکر، تدریب الراوي، 911 م، دار ابن الجوزي، بيروت، س، ن، 1/ 22
- 4- سورة النور: 24/ 12
- 5- ابن كثير، ابو الفداء اسماعيل بن عمر بن كثير، 774 هـ، تفسير القرآن العظيم، 5، دار السلام، لاہور، س، ن، 3/ 273
- 6- ابن حجر عسقلاني، احمد بن علي بن محمد، نزہۃ النظر، مکتبۃ البشرى، لاہور، س، ن، ص 56
- 7- ابو داود، امام، سليمان بن الاشعث السجستاني، سنن أبي داود، كتاب الطهارة، باب في اسباغ الوضوء، دار الحديث، بيروت، حديث: 97
- 8- البخاري، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، كتاب الزكاة، باب الصدقة باليمين، دار الحديث، بيروت، س، ن، حديث: 165
- 9- البخاري، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، كتاب الزكاة، باب الصدقة باليمين، حديث: 1423
- 10- مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب فضل إخفاء الصدقة، دار الحديث، بيروت، س، ن، حديث: 1031
- 11- مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب قضاء الصيام عن الميت، حديث: 1148
- 12- احمد امام، احمد بن حنبل، مُسْنَدُ الْأَنْصَارِ، حَدِيثُ زَيْدِ بْنِ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دار الفكر، المکتب الاسلامي، بيروت، س، ن، 497/ 35
- 13- ابن منظور افريقي، لسان العرب، دار المکتب العلمي، بيروت، س، ن، 9/ 91
- 14- ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن، مقدمة ابن الصلاح في علوم الحديث، دار المکتب العلمي، بيروت، س، ن، ص 143
- 15- البخاري، الجامع الصحيح، كتاب الطب، باب الجذام، حديث: 5707
- 16- البخاري، الجامع الصحيح، كتاب الطب، باب الجذام، حديث: 5707
- 17- العثيمين، محمد بن صالح، الاصول من علم الاصول، دار الايمان، بيروت، 2001 م، ص 40
- 18- مسلم بن حجاج، الجامع الصحيح، كتاب الجنائز، باب: اِسْتِثْنَانُ النَّبِيِّ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ اُنْتِهِ، حديث: 977
- 19- نسائي، احمد بن شعيب، السنن، كتاب صفة الوضوء، باب ترك الوضوء مما غيرت النار، دار الحديث، بيروت، س، ن، حديث: 185
- 20- ترمذي ابو عيسى محمد بن عيسى، الجامع، ابواب الصوم عن رسول الله، باب كراهية الحجامة للصائم، دار الحديث، بيروت، س، ن، حديث: 774
- 21- ترمذي، الجامع، ابواب الصوم عن رسول الله، باب اجاء من الرخصة في ذلك، حديث: 706
- 22- البخاري، الجامع الصحيح، كتاب جزاء الصيد، باب تزوج المحرم، حديث: 1837
- 23- مسلم بن حجاج، الجامع الصحيح، كتاب النكاح، باب تحريم نكاح المحرم، وكرهه خطبته، حديث: 1411
- 24- احمد بن حنبل، المسند، من مُسْنَدِ الْقَبَائِلِ، حَدِيثُ أَبِي رَافِعٍ، دار الفكر المکتب الاسلامي، بيروت، س، ن، 45/ 173
- 25- العثيمين، الاصول من علم الاصول، ص 63
- 26- احمد بن حنبل، المسند، مُسْنَدُ الْمُكْتَبِينَ، حَدِيثُ أَبِي أُسَيْدٍ الشَّاعِرِيِّ، 456/ 25
- 27- ابن القيم الجوزية، المنار المنيف، دار عالم الفوائد، بيروت، س، ن، ص: 80

- 28- جلال الدین السیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، الآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعه دار المعرفه، بیروت 2/ 163
- 29- ابن قیم الجوزیه، المنار المنیف، ص 56
- 30- ابن قیم الجوزیه، المنار المنیف، ص 139
- 31- ابن عراقی، علی بن محمد بن عراق الکنانی، تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ، دالکتب العلمیہ، بیروت، سن، 1/ 283
- 32- ابن الجوزی، ابی الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد، کتاب الموضوعات، مکتبۃ اضواء السلف، الریاض، سن، 1/ 106
- 33- ابن عراقی، تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ، 1/ 250
- 34- ابن عراقی، تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ، 6/ 1
- 35- الشوکانی، محمد بن علی، الفوائد المجموعه فی الاحادیث الموضوعه، دالکتب العلمیہ، بیروت، سن، ص 11
- 36- السخاوی، محمد بن عبد الرحمن، فتح المغیث بشرح الفیہ الحدیث، مکتبۃ دار المنہاج، الریاض، سن، 1/ 269
- 37- ابن قیم الجوزیه، المنار المنیف، ص 50
- 38- ابن عراقی، تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ، 7/ 1
- 39- الشوکانی، الفوائد المجموعه فی الاحادیث الموضوعه، ص 206
- 40- ابن قیم الجوزیه، المنار المنیف، ص 102
- 41- ابن قیم الجوزیه، المنار المنیف، ص 102
- 42- السباعی، مصطفیٰ حسن، السنۃ وما کانہا فی التشریع الاسلامی، المکتبۃ الاسلامی، بیروت، ص 154
- 43- السخاوی، محمد بن عبد الرحمن، المقاصد الحسنۃ، دالکتب العلمیہ، بیروت، سن، 1/ 153
- 44- ابن الجوزی، الموضوعات، 1/ 106
- 45- السخاوی، المقاصد الحسنۃ، 1/ 182
- 46- البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحارین، باب من اظہر الفاحشۃ والطح والتمیہ بغیر بیتہ، حدیث: 6856
- 47- عبد الرؤف قادری داناپوری، اصح السیر، نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب کراچی، 1932ء، ص 256